انصاف کے گواہ بنو

خطبہ عید الفطر یکم شوّال المکرّم ۱۴۳۴ھ/ مطابق ۹/اگست ۲۰۱۳ء

مولانا سیّد جلال الدین عمری

خطبۂ عید الفطر

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا اعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (المائدۃ:۸)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کے لیے کھڑے ہونے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو۔ کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کردے کہ انصاف سے پھر جاؤ۔ عدل کرو، یہی بات تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔ اللہ سے ڈر کر کام کرتے رہو، جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُس سے پوری طرح باخبر ہے۔"

بزرگو، بھائیو اور عزیزو، محترم خواتین، ماؤ، بہنو اور بیٹیو!

میں آپ تمام بھائیوں اور بہنوں کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالی ہم سب کو اس طرح کی بہت سی خوشیاں عطا فرمائے۔

رمضان المبارک میں ہم سب نے باجماعت فرض نمازوں کا اور تراویح کا اہتمام کیا، قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت کی، اسے سمجھنے کی بھی کسی حد تک کوشش کی، زکوۃ ادا کرنے والوں نے زکوۃ ادا کی، جن پر زکوۃ فرض نہیں تھی انھوں نے بھی حسب استطاعت صدقہ وخیرات کا ثواب حاصل کیا، بعض خوش نصیب اصحاب نے شب قدر کی تلاش میں شب بیداری بھی کی۔ اللہ تعالی ہماری ان عبادتوں کو قبول فرمائے۔

ہماری ان کوششوں کو ہلال عید کے ساتھ ختم نہیں ہوجانا چاہیے۔ جو اعمال رمضان

کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں ان کی طرف رمضان کے بعد بھی ہماری توجہ اوراہتمام ہونا چاہیے۔ اس ماہ مبارک میں ہم نے اللہ تعالیٰ کے بندے ہونے اور اس کے احکام کے پابند رہنے کا جو ثبوت دیاہے اور عبادت واطاعت کی جو پاکیزہ زندگی گزاری ہے، اسے جاری رہنا چاہیے۔

محترم حضرات وخواتین!

موجودہ دور نے مادی لحاظ سے جوغیر معمولی ترقی کی ہے، اس کا ایک پہلو یہ ہے کہ اس میں تعلیم عام ہورہی ہے، جہالت اور ناخواندگی ختم ہورہی ہے۔ بعض ممالک نے صد فی صد تعلیم کا ہدف پالیاہے۔ ہمارے ملک میں بھی تعلیم کا اوسط تیزی سے بڑھ رہاہے۔ اس کے ساتھ دنیا کوشائستہ اخلاق،مہذب اور پابند قانون ہونے کا دعوی ہے۔ یہاں آزادئ فکر وعمل ،مساوات اور عدل وانصاف جیسے انسان کے بنیادی حقوق کا چرچابھی ہے اورانھیں تسلیم بھی کیاجاتاہے۔لیکن اس وقت دنیامیں جدھر دیکھئے ،ان حقوق پرشب خوں مارا جارہاہے اور وہ بری طرح پامال ہورہے ہیں۔ہر طرف ظلم وناانصافی کی حکومت ہے۔ظلم ہے کس پر؟ظلم ہے کم زوروں پر- یہ نہ بھولیے کہ کم زوروں ہی پر ظلم ہوتاہے اور ہوسکتاہے -ظلم ہے اقلیتوں پر، غریبوں اور ناداروں پر، ان کے معصوم بچوں اور عورتوں پر، ان سب پر دستِ جوروستم درازہے، ان کے حقوق پامال ہورہے ہیں اور ان کا جس پہلوسے اور جس قدر استحصال ہوسکتاہے، ہورہاہے۔ خود ہمارے ملک میں دیکھئے کتنے ہی بے گناہ دہشت گردی کے الزام میں جیل کی سلاخوں کے پیچھے بند ہیں۔ انھیں اپنی بے گناہی ثابت کرنے میں برسوں لگ جاتے ہیں۔ کم زور افراد اور طبقات ظلم کے خلاف آواز اٹھاتے بھی ہیں تو ان کی آواز بالعموم صدابہ صحرا ثابت ہوتی ہے اور مشکل ہی سے سنی جاتی ہے۔ وہ انصاف چاہتے ہیں ،لیکن انصاف نہیں حاصل کرپاتے۔ طاقت ور طبقات کم زور گروہوں کو ان کا حق دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ افراد کی طرح قوموں کی آزادی کا اعلان کیا جاتاہے، لیکن انھیں آزادی سے اپنے بارے میں فیصلہ کرنے کا حق

نہیں دیا جاتا۔

آخر اس دنیا میں ہر سو ظلم کے بادل کیوں چھائے ہوئے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انسان اس حقیقت کو فراموش کر چکا ہے کہ اس کائنات کا ایک خالق اور مالک ہے اور انسان اس کی مخلوق ہے۔ ایک وقت آنے والا ہے اور وہ لازماً آئے گا، جب کہ اسے اپنے مالک کو اپنے ایک ایک عمل کا حساب دینا ہوگا اور وہ اپنے کیے کی جزا یا سزا پا کر رہے گا۔ اس دنیا کا پیدا کرنے والا ظلم کو سخت ناپسند کرتا ہے اور اسے دیر تک برداشت نہیں کرتا۔ جن قوموں نے ظلم کی راہ اختیار کی، زیادہ مدت نہیں گزری کہ وہ اس کے عذاب کی زد میں آ گئیں۔ قرآن مجید اس طرح کی بعض قوموں کے ذکر کے بعد کہتا ہے:

وَکَذٰلِکَ اَخْذُ رَبِّکَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰی وَھِیَ ظَالِمَۃٌ اِنَّ اَخْذَہٗ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ○

''اور اس طرح ہوتی ہے تیرے رب کی پکڑ، جب وہ بستیوں کو پکڑتا ہے جنھوں نے کہ ظلم کی راہ اختیار کی۔ بے شک اس کی پکڑ بڑی دردناک اور شدید ہوتی ہے۔'' (ہود:۱۰۲)

دنیا سے جور و ظلم کیسے ختم ہو اور عدل و انصاف کیسے قائم ہو؟ اللہ تعالیٰ کے لیے اس نے اس امت کو ہدایت کی کہ وہ یہ نازک فرض انجام دے۔ ارشاد ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ (اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ کے لیے مضبوطی سے کھڑے ہو جاؤ) اللہ کے لیے، اس کی رضا اور خوشنودی کے لیے، اس کی اطاعت و فرماں برداری کے لیے، اس کی ہدایات کی پابندی کے لیے 'شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ' (عدل و انصاف کی شہادت دینے والے بن کر کھڑے ہو جاؤ) جہاں ظلم ہو، ناانصافی ہو، حق تلفی ہو، وہاں تم حق و انصاف کے شاہد بن کر کھڑے ہو جاؤ۔ ''وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰی اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا' یاد رکھو کبھی معاملہ حریف قوم سے بھی پیش آ سکتا ہے، لیکن (کسی کی عداوت اور دشمنی تمھیں اس قدر برانگیختہ نہ کر دے کہ تم عدل و انصاف کا دامن چھوڑ بیٹھو) اور ظلم و تعدّی تمہاری سیرت و کردار کو داغ دار کرنے لگے۔ اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ

لِلتَّقْوٰی (المائدۃ:۸) (انصاف کرو، یہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے) تم نے تقویٰ اور خدا ترسی کی راہ اختیار کی ہے اور اسی کی دنیا کو دعوت دیتے ہو۔ تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ ہر حال میں انصاف پر قائم رہو۔ اللہ سے ڈرو کہ تمھارا کوئی عمل اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ دیکھ رہا ہے کہ تم عدل و انصاف کی شہادت دیتے ہو یا تمھارے قول و عمل سے ناانصافی کو تقویت پہنچ رہی ہے:

ایک اور جگہ اہل ایمان کو ہدایت ہے:

کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ (عدل وانصاف پر مضبوطی سے جمنے والے بن جاؤ) تمھارا یہ عمل وقتی اور ہنگامی نہیں، بلکہ مستقل اور دائمی ہو۔ اس طرح کہ عدل و انصاف تمھاری پہچان بن جائے۔ 'شُھَدَآءَ لِلّٰہِ'، تمھاری شہادت اور گواہی صرف اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہو، اس میں کوئی دوسری غرض شامل نہ ہو۔ 'وَلَوْعَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَوِالْوَالِدَیْنِ وَالاَ قْرَبِیْنَ' عدل وانصاف کے لیے قدم جمائے مضبوطی سے کھڑا ہونااور اس کی شہادت دینا آسان نہیں ہے۔ اس میں کبھی ذاتی نقصان برداشت کرنا پڑسکتا ہے اور کبھی اس کی زد میں ماں باپ اور قریب ترین خونی رشتہ دار آسکتے ہیں۔ تمھارا منصب یہ ہے کہ اس سے بے نیاز ہوکر انصاف کی گواہی دو۔ 'اِنْ یَکُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰہُ اَوْلٰی بِھِمَا' معاملہ کسی تونگر کا ہوتو اس کی تونگری سے خوف کھا کر اور اگر کسی غریب کا ہوتو اس کی غربت پر رحم کھا کر انصاف نہ چھوڑ بیٹھو۔ اللہ تم سے زیادہ ان سے قریب ہے۔ وہ ان کے حالات سے باخبر ہے۔ وہ اپنی حکمت کے تحت ان کے ساتھ معاملہ کرے گا۔ 'فَلاَ تَتَّبِعُوا الْھَوٰٓی اَنْ تَعْدِلُوْا' خواہش نفس عدل کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہے۔ یاد رکھو، اس کی اتباع تمھیں انصاف سے نہ باز رکھے، فرمایا: وَ اِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ بِمَاتَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا (النساء:۱۳۵) اگر تم نے زبان کو لچکا کر غلط بیانی سے کام لیا یا اعراض اور انحراف کا رویہ اختیار کیا تو سمجھو کہ خدا دیکھ رہا ہے، تمھارے ایک ایک عمل سے باخبر ہے۔

یہ ہدایت تھی اہل ایمان کو کہ وہ عدل وانصاف کے لیے مضبوطی سے کھڑے ہوں، اس میں اپنوں اور غیروں کے درمیان ہرگز فرق نہ کریں، اس کے لیے ہر طرح کے مفادات اور تعلقات کو قربان کرنے اور نقصان برداشت کرنے کے لیے تیار رہیں۔ اس راہ کی کسی بھی آزمائش میں ان کے قدموں میں لغزش نہ آنے پائے۔ اس کا خطاب کسی فرد یا گروہ سے نہیں، بلکہ تمام اہل ایمان سے ہے کہ وہ سب مل کر اور ایک دوسرے کے تعاون سے اس پاکیزہ مقصد کو پورا کریں۔

لیکن افسوس، تاریخ عالم کا اس سے بڑا المیہ اور کیا ہوگا کہ امت اپنی اس ذمہ داری کو فراموش کر چکی ہے اور دنیا کی قوموں میں کوئی قوم ایسی نہیں ہے جو ذاتی، گروہی، قومی یا سیاسی مفادات سے بلند ہو کر صرف اللہ کی رضا کے لیے قیام عدل کی ذمہ داری ادا کرے اور اس کے لیے ہر طرح کا نقصان برداشت کرے۔ سوال یہ ہے کہ پھر ظلم کا خاتمہ کیسے ہو اور عدل و انصاف کیسے قائم ہو؟

پوری نوع انسانی اور اس کے کسی طبقہ کے سامنے یہ سوال ہو یا نہ ہو، لیکن سوال بہرحال ہے اور اپنا جواب چاہتا ہے۔ اللہ تعالی کی پیدا کردہ یہ وسیع کائنات ششدر ہے۔ یہ نیلگوں آسمان، جس کی طنابیں ہمارے چاروں طرف کھنچی ہوئی ہیں اور جس کے سایے میں ساری مخلوق جی رہی ہے، حیرت زدہ ہے۔ یہ پُرنور شمس وقمر، یہ جھلملاتے ستارے حیرت و استعجاب کے ساتھ دیکھ رہے ہیں۔ یہ کرۂ ارض اپنے تمام ساز و سامان کے ساتھ سوال کر رہا ہے کہ جس امت کو عدل و انصاف قائم کرنے اور ظلم و ناانصافی مٹانے کا حکم تھا، وہ کیوں اس سے غافل ہے؟

جس امت سے کہا گیا تھا کہ عدل و قسط کے قیام کے لیے اور اس کی شہادت کے لیے کمربستہ ہو جائے وہ آج خود اپنے لیے انصاف کی طالب ہے، وہ دوسروں کو اپنی مظلومیت کی داستان سنا کر انصاف کی فریاد کر رہی ہے، اسے اپنے اوپر ہونے والی زیادتیوں کا غم کھائے جا رہا ہے اور ان ہی کو رفع کرنے کے لیے وہ سرگرداں ہے، اس کی

توجہ ان مظالم کی طرف نہیں ہے جو دوسروں پر ہو رہے ہیں۔ اس کا تعارف ہی ایک ایسی قوم کی حیثیت سے ہے، جو اپنے حقوق کے لیے لڑ رہی ہے، جسے اس بات کی فکر نہیں ہے کہ اسی دنیا میں دوسروں کے بھی حقوق پامال ہو رہے ہیں۔

یہ امت جو کروڑوں کی تعداد میں ہے، اگر قیام عدل کے لیے کمر بستہ ہو جائے اور ہر خوف و خطر اور طمع اور لالچ سے بے نیاز ہوکر انصاف کی شہادت دینے لگے، اس مقصد سے اس کے اندر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کا جذبہ ابھر آئے اور وہ حصول انصاف کے لیے متحد اور صف بستہ ہو جائے تو دنیا کا نقشہ بدل سکتا ہے۔ وہ جہاں اقتدار میں ہو بغیر کسی تفریق کے ہر مظلوم کو انصاف فراہم کرے تو دنیا کے لیے نمونہ بن جائے گی، جہاں اقتدار میں نہیں ہے وہاں وہ قیام عدل کی جد و جہد کرنے لگے اور اپنے ہی لیے انصاف کا مطالبہ نہ کرے، بلکہ جس کسی پر بھی ظلم ہو اور جو بھی انصاف سے محروم ہو اس کے حق میں کھڑی ہو جائے تو توقع ہے کہ اس پر ہونے والے ظلم کے خلاف ہزارہا آوازیں بلند ہونے لگیں گی اور پھر کسی کو ہدف جور و ستم بنانا آسان نہ ہوگا۔ دنیا اسی کی منتظر ہے۔

❧